ایمان و عمل

مولانا عبدالرحمٰن عزیز
خطیب اعظم مری

ایک مسلمان اور ہندو دوست بن گئے۔ مسلمان اکثر اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا رہتا اور ہندو ہمیشہ انکار کرتا رہا۔ ایک دفعہ مسلمان کی نظر ایک بورڈ پر پڑی اس پر کلمہ لکھا ہوا تھا۔ تو اس نے یہ موقع غنیمت جانا' ہندو سے کہا کہ پڑھو اس بورڈ پر کیا لکھا ہوا ہے۔ ہندو نے اسے پڑھا۔ مسلمان دوسری مرتبہ پھر کر سنانے کی فرمائش کی۔ اس نے پھر پڑھا۔ مسلمان نے تیسری مرتبہ کہا تو اس نے پھر پڑھ دیا۔ مسلمان خوشی سے اچھلا کہنے لگا اب تو آپ مسلمان ہو گئے۔ وہ کیسے؟ ہندو بولا۔

آپ نے تین مرتبہ کلمہ پڑھ لیا ہے۔ اور کلمہ تیبہ تین مرتبہ پڑھنے سے ہندو مسلمان ہو جاتا ہے۔

ہندو نے کہا ''صرف زبان کے ساتھ کلمہ پڑھنے سے بندہ مسلمان نہیں ہوتا جب تک دل سے اسے تسلیم نہ کرے۔

انسان کے تمام افعال و اعمال اس کے ارادے کے آئنہ دار ہوتے ہیں۔ اور واہ خیالات و جذبات کے تابع ہوتا ہے اور خیالات کو حل کا عقیدہ اور ایمان سنوارتا اور بگاڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اعمال سے پہلے ایمان و عقائد کی اصلاح چاہتا ہے۔ نبی کریمؐ ''**الا وان فی الجسد مضنعة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الاوھی القلب**''

انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو اگر درست ہو جائے تو تمام بدن درست ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو تمام بدن بگڑ گیا اور وہ ٹکڑا دل ہے (بخاری۔ایمان)

آپؐ نے فرمایا: **انما الاعمال بالنیات انما لامریٔ مانوی** (صحیح بخاری)

'' تمام کاموں کا دارومدار نیت پر ہے۔ ہر شخص کے کام کا ثمر وہی ہے جس کی وہ نیت کرے گا''

اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے حکم دینے سے پہلے ''**یا ایھا الذین امنو** کی ندا سے خطاب کیا یا حکم کے آخر میں **ان کنتم مؤمنین** کی شرط لگائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر عمل کا وجود ممکن ہی نہیں ہے۔ فرمایا: **یا ایھا الذین آمنو اطیعو الله واطیعو الرسول ولا تبطلوا اعمالکم** (محمد) یعنی اللہ اور رسول کے احکامات کی تابعداری وہی کر سکے گا جو توحید و رسالت پر ایمان لایا ہو اور جو اعمال ایمان اور اللہ' رسول کی اطاعت کے بغیر ہونگے وہ باطل ہونگے۔

ایمان سے مراد وہ غیر متزلزل یقین ہے جو کسی انسان کو اپنے عقیدے کی صحت اور دوسروں کی غلطی کا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس پر یہاں تک پختہ ہو جاتا ہے کہ اس کی راہ میں ہر قسم کی قربانی اور مصائب برداشت کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ دراصل یقین ہی وہ طاقت ہے جو انسان کو آرام طلبی کی تمام خواہشات کے باوجود عمل کی گرم بھٹی میں ڈال دیتا ہے۔ مثلاً سخت سردی کے موسم میں گرم بستر چھوڑ کر یخ بستہ فضاء میں باہر نکلنا خواہش نفس کے بالکل خلاف ہے۔ لیکن منافع کا یقین کامل ایک چوکیدار کیلئے شدید سردی میں پہرہ دینا آسان کر دیتا ہے۔ موسم

گرما میں لو کے تھپیڑوں اور سورج کی تپش میں کام کرنا ذوق انسانی کے خلاف ہے۔ مگر ایک کسان کیلئے کھیتی سے متوقع منافع کا یقین لو کی تپش اور سورج کی تمازت میں کام کرنا سہل کر دیتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ یقین ہی ہے جو ایک فوجی کیلئے موت کو مزیدار بنا دیتا ہے۔

یہ ایمان باللہ اور یقین آخرت ہی ہے کہ ایک مومن کو سردی میں نرم و گرم بستر چھوڑ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کرتا ہے۔ نیند تجر کرک کے خدا کے حضور کھڑا ہوت ہے۔ بھوک کے باوجود لذت بھری اشیاء کو ٹھکرا کر روزے رکھتا ہے اور خون پسینے کی کمائی غریبوں میں لٹا دیتا ہے۔ ایمان و یقین کا کرشمہ ہے کہ مقصد کی خاطر انسان کو موت بھی شیرینی کی طرح نگلنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ یہی ایمان کامل اور یقین صادق کے بغیر یہ تصور بھی محال ہے اور یہی اہل ایمان کی معراج ہے۔ کیمونزم کے بانی سکارل مارکس نے اپنے کارکنان کو مخاطب کر کے کہا تھا ''ہمیں اپنے مقصد کی صداقت اور کامیابی پر ایک غیر متزلزل یقین اور ناقابل تسخیر ایمان ہونا چاہئے۔ یہی ایمان ہماری کامیابی کا ضامن ہوگا'' (قرآنی دعوت انقلاب صفحہ ۶۳)

کسی بات کو ذہن میں پختہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ وہ آسان اور سہل ہو۔ اسی لئے اسلام نے عقائد میں الجھاؤ پیدا کیا اور نہ تصورات و نظریات کی تشریحات میں عملیت کو برباد کیا بلکہ چند سیدھے سادھے اصول جو تمام ذہنی سچائیوں اور واقعی حقیقتوں کا جوہر اور خلاصہ ہیں انہیں کا نام عقیدہ رکھا اور ان پر یقین کرنے کا نام ایمان رکھا۔ یعنی اللہ، ملائکہ، رسولوں، کتب اور اعمال کی جزا و سزا کے دن پر ایمان لانا۔ اللہ پر ایمان کہ وہ اس کائنات کا تنہا خالق و مالک اور قادر مطلق ہے۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے۔ شراکت و ہمسری میں مبرا ہے۔ بندے کے ظاہر و باطن سے آگاہ ہے۔ اس کی پسند و ناپسند نیکی اور بدی کا معیار ہے۔ اسکی رضا جوئی بندوں کے اعمال کی غایت ہونی چاہئے۔ اس کی مرضی مسلمان کا دستور حیات ہو۔ اس مین تنسیخ و تبدل کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں اس پر ایسا یقین ہو کہ حالات یا ہوائے نفس اس پر اثر انداز نہ ہوسکیں۔

رسولوں پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں تک اپنی مرضی پہنچانے اور راستے کی طرف رہنمائی کرنے کیلئے انہیں مامور فرمایا اور انہوں نے یہ فریضہ پوری دیانت داری سے سرانجام دیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو عمل کے قالب میں ڈھال کر تصویری شکل میں بھی پیش کر دیا۔ فرشتوں پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی ہستیاں پیدا کر رکھی ہیں جو مادیت اور روحانیت کے درمیان واسطہ ہیں۔ قانون الٰہی توڑنے کی مہارت رکھتے ہیں۔ نہ ہوائے نفس سے کوئی کام کرنے کی جرأت فقط اللہ کے احکامات کو کائنات میں نافذ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فرامین جو رسولوں کے ذریعے بندوں تک تحریری شکل میں پہنچے یا تقریری شکل میں اور انہیں دور دراز ممالک اور آئندہ نسلوں تک پہنچانے کیلئے تحریر شکل میں محفوظ کیا گیا ہے۔ ان کتب اور صحائف اور ان کی مقدس تعلیمات پر ایمان لانا ضری ہے ورنہ اس کے بعد احکامات الٰہیہ کو جاننے اور نیکی و بدی میں تمیز کرنے کا کوئی معیار باقی نہیں رہتا۔

اعمال کی باز پرس اور جواب دہی کا خطرہ نہ ہو تو تمام کوششوں کے باوجود انسانیت کی اصلاح ناممکن ہے۔ اس لئے ایک ایسے دن پر بظاہر ایمان لانا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے جو عملی زندگی کے اختتام پر آئے گا۔ اس میں تمام اعمال کا حساب ہوگا اور نتائج کے طور پر جزا (جنت) اور سزا (جہنم) کا فیصلہ ہوگا۔

یہ وہ تمام حقائق ہیں جن پر دل سے یقین کرنا اور زبان سے انکا اقرار کرنا ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے۔ اس کے بغیر خالص عمل کا وجود ناممکن ہے کیونکہ کسی دستور اور آئین کو تسلیم کئے بغیر اس پر پوری ایمانداری سے عمل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ایمانیت کو اعمال پر مقدم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ ایمان کی روشنی کی بغیر اعمال کے نتائج تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ ایمان کی یہ اہمیت محض ایمان ہونے کی بنا پر نہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عمل صالح کی علت اور سبب ہے۔ وہ عمل صالح کا محرک ہے اور اس کیلئے

راستہ بناتا ہے۔ جو ایمان زبان سے اتر کر دل میں رگ وباء پیدا نہ کرے اور اعمال میں تقید نہ لائے وہ زبان کا اعلان تو ہوسکتا ہے ایمان نہیں اور قرآن مجید نے اسے منافقین کا شیوہ قرار دیا ہے۔ فرمایا: **یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم** (آل عمران۔۱۶۷)

''(منافقین) اپنی زبانوں سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو انکے دلوں میں نہیں ہوتیں''

اور دنیا کا کوئی کام بھی محض آرزوؤں، حسین خوابوں اور زبان کے بلند و بالا دعوؤں سے سرانجام نہیں پاتا جب تک اس کے ساتھ عمل کی قوت موجود نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے عمل کے بغیر محض دعوؤں کو عبث فعل قرار دیا ہے اور سخت ناپسند فرمایا ہے۔ ''اے ایمان والو! ایسی بات نہ کہو جو تم کرتے نہیں۔ اللہ کے ہاں یہ سخت ناپسندیدہ بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو تم کرتے نہیں ہو (الصف ۲،۳)

بطلِ حریت قائد انقلاب علامہ محمد علی قصوری نے ایمان و عمل کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ''ایمان اور عمل کی مثال روح اور جسم کی ہے، جس طرح جسم روح کے بغیر مردہ اور لامعنی محض ہے۔ اسی طرح عمل بغیر صحیح ایمان کے افسردہ اور غیر مثمر ہوگا۔ اور جس طرح روح بغیر جسم کے قائم نہیں رہ سکتی اور نہ اپنے وجود پر کوئی حجت قائم کرسکتی ہے اسی طرح ایمان بغیر عمل صالح کے ایک غیر محقق چیز ہے جو بالکل بے کار ہے۔ نفسیات کی رو سے بھی ایمان اور عمل صالح لازم وملزوم ہیں۔ کیونکہ علم النفس کی رو سے انسانی اعمال کی صحت کیلئے اخلاص قلبی، عزم صمیم اور صحت نیت کا ہونا ضروری ہے۔ اور قلبی اخلاص وصحت نیت اور عزم صمیم کے بغیر صحیح ایمان پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ قصہ مختصر ایمان اور عمل صالح کا وجود ایک دوسرے کے بغیر تصور میں نہیں آسکتا۔ اعمال صالح شجرہ ایمان کے ثمرات ہیں اور چونکہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اسلئے صحت ایمان کی شناخت اعمال صالحہ اور صرف اعمال صالحہ سے ہوگی۔ گویا انسان میں جس قدر سخت عمل زیادہ ہوگی اسی قدر اس کا ایمان بھی زیادہ مضبوط اور استوار ہوگا۔ گویا انسان کے اعمال صالحہ اس کے ایمان کیلئے بمنزلہ ترازو یا کسوٹی کے ہیں۔ (قرآنی دعوت انقلاب صفحہ ۶۹)

مفکر اسلام سید سلیمان ندوی اس موضوع پر یوں رقم طراز ہیں ''اسلام نے اس نکتہ کو بار بار ادا کیا ہے کہ نجات کا دارومدار ایمان اور عملِ صالح دونوں پر ہے۔ اسی لئے آمنو کے ساتھ ساتھ وعملو الصلحت پر بھی اس نے ہمیشہ زور دیا ہے۔ ان دونوں میں ایمان اصل اور عمل اس کی فرع ہے۔ ایمان ملزوم اور اعمال حسنہ اس کے خصوصیات اور لوازم ہیں۔ یعنی ان دونوں میں اصل وفرع اور لازم و ملزوم کا تعلق ہے۔ جو ایک دوسرے سے الگ اور جدا نہیں ہو سکتے۔ اس لئے جس طرح ایمان کے بغیر عمل سرسبز نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح عمل کے بغیر ایمان ایک بے برگ و بار درخت ہے۔ جس کا فائدہ کے لحاظ سے عدم و وجود برابر ہے۔ اس بناء پر جہاں ایمان ہے اس کے عملی نتائج و آثار کا وجود بھی ضروری ہے۔ (سیرۃ النبیؐ جلد ۴، صفحہ ۴۵۴)

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

مضمون نگار حضرات متوجہ ہوں

مضمون فل اسکیپ صفحہ پر خوشخط اور باحوالہ تحریر فرمائیں، نیز فوٹو کاپی بھیجنے کی بجائے اصل مضمون ارسال کریں۔ بصورت دیگر ادارہ شائع کرنے سے معذرت خواہ ہے۔

(ادارہ)

تبدیلی ایڈریس

جماعت کے معروف مضمون نگار، غازی محمد رمضان یوسف سلفی، ایڈیٹر ماہنامہ صدائے ہوش کا رابطہ ایڈریس تبدیل ہوگیا ہے۔ احباب نیا ایڈریس نوٹ فرمالیں۔
رحمانیہ دارالکتب، زیریں جامع مسجد اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد
فون: 041-649916